حبیب الرحمٰن بٹالوی

بچے کو کچھ نہ کہنا!

اک نوجوان لڑکا
مدہوش پڑا رہتا
ماں کو وہ مارتا تھا
ہرگز نہ ہارتا تھا
حسبِ معمول اُس نے
ماں سے جو پیسے مانگے
اُس نے کہا نہیں ہیں
جا بھاگ جا یہاں سے
تری اِن حرکتوں نے
دل کو جلا دیا ہے
وہ پُرسکوں کہاں تھی
جو بدنصیب ماں تھی
بیٹے نے ایک بَرچھا
اُس کوکھ میں اُتارا
جس میں کہ اس کی ماں نے
لہو تھا اس پہ وارا
دل، آنتیں، کلیجہ
باہر کو آ گیا تھا
درد و کرب سے بے کل

اُس بدنصیب ماں نے
جو ہاتھ پاؤں مارے
تھے خون کے فوّارے
بے سُدھ تڑپ رہی تھی
آخر میں زندگی تھی
وہ ہچکیاں تھی لیتی
پھر بھی دعائیں دیتی
لوگوں سے کہہ رہی تھی
سیڑھیوں سے گر کر
میری موت آ گئی ہے
بچے کو کچھ نہ کہنا
بچے کو کچھ نہ کہنا